قربانی

کے فضائل و مسائل

اس میں عشرہ ذی الحجہ کے فضائل تکبیر تشریق کے مسائل
قربانی کا ثواب اور اس کے ضروری مسائل لکھے گئے ہیں۔



ترتیب
حضرت مولانا مفتی عبد الرؤف سکھروی مدظلہ
نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

قربانی

کے فضائل و مسائل

اس میں عشرہ ذی الحجہ کے فضائل تکبیر تشریق کے مسائل
قربانی کا ثواب اور اسکے ضروری مسائل لکھے گئے ہیں۔

ترتیب

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ
نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

فہرست عنوانات

تکبیر تشریق کے احکام

قربانی کے فضائل

قربانی کے مسائل

قربانی کی کھال کے احکام

متفرق مسائل

☆☆☆

قربانی کا طریقہ

○ قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ پہلے قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹائیں اور یہ دعا پڑھیں:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ اِنَّ صَلَاتِیْ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَبِذَالِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ لَکَ

○ پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر جانور کو تیز چھری سے ذبح کریں، اور ذبح کے بعد یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ (مشکوٰۃ)

○ ذبح کرنے سے پہلے چھری کو خوب تیز کرلیں، ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کریں، ذبح کرنے میں جانور کی گردن نہ توڑیں، اور جلدی ٹھنڈا کرنے کے لئے اس کا حرام مغز نہ کاٹیں، کھال اتارنے اور گوشت کے ٹکڑے کرنے میں جلدی نہ کریں جب تک جانور پوری طرح ٹھنڈا نہ ہوجائے (بدائع وغیرہ)

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ الَّذِیْ ھَدانا للِاسلام وَمن علینا بحمد
علیہ الصَّلوۃ وَالسّلام

امابعد !

ماہ ذی الحجہ کے شروع کے دس دن اسلام میں خاص دن ہیں۔ احادیث مبارکہ میں ان کو سب سے افضل اور سب سے زیادہ عظمت والے دن بتایا گیا ہے۔ ان ایام میں عبادت اور ذکر وتلاوت کے خصوصی فضائل ہیں۔ بقرعید کا دن خوشی اور مسرت کا دن ہے، اس میں نمازِ عید کے خاص احکام ہیں، اس دن قربانی کرنے کا حکم ہے جس کے بہت سے فضائل اور بیشمار احکام ہیں۔ ان کو جاننا ضروری ہے ہم یہاں ان سب کو قدرے تفصیل سے بیان کریں گے۔

ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں کی فضیلت

حدیث:۔عنِ ابنِ عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما قَالَ قَالَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما من ایامٍ العمل الصَّالحُ فیھنّ احبّ الی اللّٰہ من ھذہ الایام العشرۃ قالوا یا رسول اللّٰہِ وَلا الجھادُ فی سبیلِ اللّٰہِ؟ قَالَ ولا الجھادُ فی سبیل اللّٰہِ اِلاَّ رجلٌ خَرَجَ بِنَفسِہٖ وَمَالِہٖ فلم یَرجع من ذلک بشیٍٔ۔ (رواہ البخاری)

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ جس میں عمل صالح اللہ تعالیٰ کے یہاں ان (ذی الحجہ کے) دس دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو۔'' صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جہاد بھی ان (ایام کے عمل) کے برابر نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''(ہاں) جہاد بھی ان (دنوں میں کیۓ ہوۓ عمل) کے برابر نہیں۔ مگر وہ شخص جو جان و مال لے کر جہاد کے لیے نکلے پھر ان میں سے کوئی چیز بھی واپس نہ لائے'' (نہ جان، نہ مال دونوں قربان کردے، یعنی شہید ہوجائے)۔ (بخاری شریف)

تشریح:۔ اس حدیث پاک میں ماہِ ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں کی بڑی فضیلت اور اہمیت بتلائی گئی ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے نزدیک ان دس دنوں میں کیا ہوا نیک عمل اتنا محبوب اور پسندیدہ ہے کہ

سال کے باقی دنوں کا کوئی عمل اتنا محبوب نہیں۔ سال کے تمام دنوں میں ان دس دنوں کے نیک اعمال سب سے زیادہ مقبول اور محبوب ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا جو اسلام میں چوٹی اور سر کا مقام رکھتا ہے وہ بھی ان ایام کے اعمال کے برابر نہیں۔ البتہ جس شخص نے جان اور مال دونوں راہ خدا میں قربان کر دیئے تو اس کی یہ ایثار و قربانی اور شہادت، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان ایام کے عمل نیک کے برابر پسندیدہ ہو سکتی ہے۔ لہٰذا ان مبارک دنوں میں خداوند قدوس جل شانہ' کی اطاعت و بندگی بہت لگن سے کرنی چاہئے اور غیر ضروری دنیاوی علائق سے ہٹ کر ہمہ تن باری تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہونا چاہئے ذکر و فکر، تسبیح و تلاوت اور دیگر معمولات یومیہ میں کچھ نہ کچھ ضرور اضافہ کرنا چاہئے۔

عشرۂ ذی الحجہ میں ذکر اللہ کی کثرت کیجئے

حدیث:۔ عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما من ایام اعظم عنداللّٰہ ولا احب الی اللّٰہ العمل فیھن من ایام العشر۔ فاکثروا فیھن من التسبیح والتھلیل والتحمید والتکبیر۔ (رواہ الطبرانی)

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرۂ ذی الحجہ سے زیادہ

عظمت والا کوئی دن نہیں اور نہ ان دنوں کے عمل سے اور کسی دن کا عمل زیادہ محبوب ہے۔ لہٰذا تم ان دنوں میں تسبیح و تہلیل اور تکبیر و تحمید کثرت سے کیا کرو۔ (طبرانی)

تشریح: ۔ تسبیح، تہلیل، تکبیر اور تحمید دینی زبان کے خاص الفاظ ہیں۔ تسبیح سے سُبُحَانَ اللّٰہِ کہنا، تہلیل سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنا، تکبیر سے اللّٰہُ اَکْبَر کہنا اور تحمید سے اَلْحَمْدُلِلّٰہ کہنا مراد ہے۔ یہ بہت مبارک کلمات ہیں، احادیث میں ان کے بڑے فضائل آئے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابۂ کرامؓ سے فرمایا، کیا تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو روزانہ اُحد پہاڑ کے برابر عمل کرلیا کرے؟ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی کون طاقت رکھتا ہے (کہ اتنے بڑے پہاڑ کے برابر عمل کرے؟) آپ ﷺ نے فرمایا ہر شخص طاقت رکھتا ہے۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا اسکی کیا صورت ہے؟ ارشاد فرمایا سُبُحَانَ اللّٰہ کا ثواب اُحد سے زیادہ ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ثواب اُحد سے زیادہ ہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کا ثواب اُحد سے زیادہ ہے اللّٰہُ اَکْبَرُ کا ثواب اُحد سے زیادہ ہے۔ (کذا فی مجمع الزوائد)

ایک دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سُبُحَانَ اللّٰہ سو مرتبہ پڑھا کرو۔ اس کا ثواب ایسا ہے جیسے تم نے سو

عربی غلام آزاد کیۓ اور اَلْحَمْدُلِلّٰہِ سومرتبہ پڑھا کرو۔ اس کا ثواب ایسا ہے جیسے تم نے سو گھوڑے مع سامان وغیرہ جہاد میں سواری کے لئے دے دیئے اور اللّٰہ اَکْبَر سومرتبہ پڑھا کرو، یہ ایسا ہے جیسے تم نے سو اونٹ قربانی میں ذبح کیۓ اور وہ قبول ہوگئے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سومرتبہ پڑھا کرو، اس کا ثواب تو تمام آسمان وزمین کے درمیانکو بھر دیتا ہے اس سے بڑھ کر کسی کا کوئی عمل نہیں جو مقبول ہو۔ (رواہ احمد)

اس لئے ان مبارک ایام میں بہت ہی اہتمام سے ان مذکورہ کلمات کو بکثرت پڑھتے رہنا چاہئے اور استغفار و درود شریف کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے۔

عشرۂ ذی الحجہ میں دن کو روزہ اور شب میں عبادت کی فضیلت

حدیث:۔ عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ما من ایامٍ احب الی اللّٰه ان يُتعبد له' فيها من عشر ذی الحجة يعدل صيامُ كل يومٍ منها بصيامِ سنة وقيامُ كل ليلة منها بقيام ليلة القدر (كذا فی مجمع الزوائد)

ترجمہ

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں عبادت

اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرۂ ذی الحجہ سے زیادہ پسندیدہ ہو۔
(کیونکہ) عشرہ ذی الحجہ میں سے ہر دن کا روزہ ایک سال کے
روزوں کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کی عبادت شب قدر کی
عبادت کے برابر ہے۔

تشریح:...... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ ارشاد سے بقرعید کے شروع کے دس دنوں کی کتنی عظیم الشان فضیلت معلوم ہوئی کہ اگر کوئی شخص ان دنوں میں ایک روزہ رکھے تو ایک سال کے روزے رکھنے کا ثواب ملے، دو روزے رکھے تو دو سال کے روزوں کے برابر ثواب ملے اور اگر کوئی مردِ خدا اور آخرت کا حریص، دسویں تاریخ چھوڑ کر باقی پورے نو دن کے روزے رکھ لے تو اس کو نو سال کے روزوں کے برابر ثواب ملے یہ تو دن کی فضیلت ہوئی اور شب کی فضیلت یوں سمجھنا چاہئے کہ اوّل تو رمضان المبارک میں شبِ قدر مل جانا کوئی یقینی نہیں، پھر مل جائے تو وہ صرف ایک ہی شب کی فضیلت ہے لیکن یہاں اس عشرے کی ہر شب میں جاگ کر ہر شخص شب قدر کی عبادت کا ثواب حاصل کرسکتا ہے اور شب قدر کا ثواب ہزار مہینوں سے بہتر بتلایا گیا ہے جن میں تقریباً تیس ہزار راتیں ہوتی ہیں تو گویا شب قدر میں عبادت کرنا تیس ہزار راتوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ اب ان دس دنوں کی راتوں میں عبادت کرکے ہر شخص یہ ثواب عظیم حاصل کرسکتا ہے۔ وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْن آخرت کی کمائی کرنے والے آئیں

اور اپنے جوہر دکھلائیں۔

عشرۂ ذی الحجہ میں بال اور ناخن

حدیث:۔عن ام سلمة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا دخلَ العشر واراد بعضکم ان یضحی فلا یمس من شعرہ وبشرہ شیئًا (رواہ مسلم)

ترجمہ

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہو جائے اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔(مسلم شریف)

تشریح:۔اس روایت کو اور اس جیسی دوسری روایات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے علماء نے فرمایا ہے کہ قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی کرنے تک نہ تو اپنے ناخن کترے اور نہ سر کے بال مونڈے نہ کترے اور نہ بغل اور ناف کے نیچے کے بال صاف کرے، بلکہ بدن کے کسی بھی حصے کے بال نہ کاٹے۔ قربانی کرنے کے بعد ناخن تراشے اور بال کٹوائے۔ لیکن یاد رہے ایسا کرنا مستحب ہے اور حتی الامکان مستحب پر عمل کرنا بھی چاہئے لیکن اگر کسی وجہ سے کوئی شخص قربانی سے پہلے مثلاً عید الاضحیٰ سے ایک دو روز پہلے خط بنوالے یا بدن کے مخصوص حصوں کے بال صاف کرلے تو بھی کوئی گناہ

نہیں ہے اور ایسا کرنے سے قربانی کے صحیح ہونے میں کوئی خلل نہیں آتا، قربانی درست ہو جاتی ہے۔

نویں تاریخ کا روزہ

حدیث:۔عن قتادة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه، قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم صیام یوم عرفةَ احتسبُ علی اللّٰهِ ان یکفِّرَ السنة التی قبله والسنة التی بعده الخ (رواہ مسلم)

ترجمہ

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ فرمایا محبوبِ ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے بقرعید کی نویں تاریخ کے روزے کے بارے میں کہ میں اللہ پاک سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ وہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ فرمادیں گے۔ (مسلم شریف)

تشریح:۔ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو جو دن ہوتا ہے اسکو عرفہ کا دن کہتے ہیں، ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں اس کی خاص اہمیت ہے اور خاص فضیلت ہے، اس دن کا روزہ رکھنے سے اگلے اور پچھلے ایک سال کے گناہِ صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں، لہٰذا اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے اس دن کا نفل روزہ رکھنا چاہئے اور اطاعت و بندگی میں خاص دلچسپی لینی چاہئے، گناہوں کی معافی اور دارین کی عافیت

مانگنی چاہئے البتہ بعض جگہ پر اس دن کچھ لوگ اپنے اپنے علاقہ میں بستی سے باہر میدان میں جمع ہو کر اہل عرفات کی مشابہت اختیار کر کے ذکر و دعاء میں مشغول ہوتے ہیں یہ بالکل بے اصل بات ہے اور بدعت ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

شب بقرعید کی فضیلت

حدیث:۔عن ابی اُمامة رضی اللّٰہ عنه عن النبی ﷺ قال من قام لیلتی العیدین محتسبا لم یمت قلبه یوم تموت القلوب۔ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے دونوں عیدوں (یعنی عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ) کی راتوں کو ثواب کا یقین رکھتے ہوئے زندہ رکھا تو اس کا دل اس دن نہ مریگا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔ (ابن ماجہ بحوالہ الترغیب)

تشریح:۔عیدالفطر اور بقرعید کی شب کو زندہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ان راتوں کو عبادتِ الٰہی میں مشغول رکھے اور ذکر و تسبیح، صلہ رحمی، نیکوں کی محبت و ہم نشینی میں اس وقت کو پورا کرے۔ اہل و عیال کے ساتھ انس و محبت سے پیش آئے۔ عزیز و اقارب سے میل ملاقات اور حسنِ سلوک کرے۔ یہ سب کارہائے خیر ہیں اور عبادت میں ان راتوں

کو گزارے۔ اور یہ جو فرمایا گیا کہ ''اُن راتوں میں عبادت کرنے والے کا دل مردہ نہ ہوگا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے ہولناک اور دہشتناک دن میں جب ہر طرف خوف و ہراس اور دہشت و گھبراہٹ پھیلی ہوئی ہوگی، لوگ بدحواس اور مدہوش ہوں گے اور ان کی نشہ کی سی کیفیت ہوگی۔ حالانکہ انہیں نشہ قطعاً نہ ہوگا لیکن عذاب الٰہی ایسی سخت چیز ہے جس سے لوگوں کی یہ حالت ہوگی، ایسے قیامت خیز دن میں حق تعالیٰ شانہٗ اس بندہ کو پُر تنعم اور باسعادت زندگی بخشیں گے، خوف و دہشت کا دور دور کوئی نشان نہ ہوگا، ہر بھلائی اس کے قدم چومے گی۔ اس پر رحمت ہی رحمت برستی ہوگی اور وہ بہت پر لطف اور پُر مسرت زندگی میں مگن ہوگا۔ (حاشیہ الترغیب بتصرف) حق تعالیٰ ہمیں بھی یہ نعمت نصیب فرمائیں، اس لئے بقرعید کی شب بڑی مبارک اور باسعادت رات ہے اس کی قدر کرنی چاہئے اور اس کی قدردانی یہی ہے کہ یہ رات کثرتِ ذکر اللہ اور درود شریف میں اور دیگر عبادات میں لگ کر گزارنی چاہئے۔

ساری رات نہ جاگ سکیں تو جتنی رات آسانی سے جاگ کر عبادت کرسکیں اتنا ہی کرلیں کم از کم عشاء اور فجر کی نماز تو ضرور ہی تکبیر اولیٰ کے ساتھ باجماعت ادا کریں اور درمیان میں جتنی دیر ذکر و عبادت کرسکیں کریں پھر سو جائیں، اتنا کرنے پر بھی اُمید ہے حق تعالیٰ محروم نہ

فرمائیں گے۔

پانچ مبارک راتیں

حدیث:۔وروی عن معاذ بن جبل رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من احیا اللیالی الخمس، وجبت لہ الجنۃ لیلۃ الترویۃ ولیلۃ عرفۃ ولیلۃ النحر و لیلۃ الفطر ولیلۃ النصف من شعبان۔ (رواہ الاصبہانی)

ترجمہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے (ذکر وعبادت کے ذریعہ) پانچ راتیں زندہ رکھیں اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔وہ پانچ راتیں یہ ہیں) آٹھ ذی الحجہ کی رات،عرفہ کی رات، بقرعید کی رات،عیدالفطر کی رات اور پندرہویں شعبان کی رات۔ (کذافی الترغیب)

تشریح:۔یوں تو عشرۂ ذی الحجہ کی ساری راتیں بڑی مبارک اور بڑی فضیلت والی ہیں جیسا کہ پچھلی احادیث میں ان کی فضیلت بیان ہوئی۔یہ ساری راتیں ایسی عظمت والی ہیں کہ خود حق تعالیٰ جل شانہٗ نے سورۃ الفجر میں ان راتوں کی قسم کھائی ہے۔پھر ان تمام راتوں میں ذی الحجہ کی آٹھویں نویں اور دسویں تاریخ کی راتیں اور بھی زیادہ اہم

اور فضیلت والی ہیں۔ان راتوں کی ایک خاص فضیلت یہ بتلائی گئی ہے کہ جو شخص کوشش کر کے ان راتوں میں جاگ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور شب برات اور شب عید الفطر میں بھی حق تعالیٰ کی عبادت و طاعت میں لگا رہے تو ایسے شخص کی اس محنت کا بدلہ اور صلہ حق تعالیٰ کے یہاں صرف اور صرف جنت ہے۔ سال بھر کی سینکڑوں راتوں میں صرف ان پانچ راتوں میں جاگنا اور عبادت میں لگنا کوئی بہت زیادہ کٹھن اور مشکل کام نہیں ہے۔ دنیا کے معمولی معمولی نفع اور فائدہ کے لئے ہم بیسیوں راتیں جاگ کر گزار دیتے ہیں۔ چنانچہ چوکیداری کرنے والے چند پیسوں کی خاطر ساری رات جاگتے ہیں۔ کپڑا بننے والی ملوں میں ملازم تمام رات ڈیوٹی ادا کرتے ہیں، غور کرنے سے اس طرح کی اور بھی بہت سی مثالیں مل جائیں گی تو کیا آخرت کے ہولناک دن سے بچنے، پاکیزہ زندگی حاصل کرنے اور مقام جنت پانے کے لئے ہم نہیں جاگ سکتے اور عبادت نہیں کر سکتے؟ ضرور کر سکتے ہیں، تو پھر کمر بستہ ہو جائیے۔ نفس و شیطان کا مقابلہ کیجئے اور ان قیمتی راتوں کو ضائع اور برباد نہ کیجئے۔ ذکر و تسبیح عبادت اور دیگر کارہائے خیر سے جہاں تک ہو سکے ان مبارک راتوں کو زندہ رکھیئے!

شب بقر عید کی ناقدری

گزشتہ احادیث سے ثابت ہوا کہ عشرۂ ذی الحجہ کی ساری راتیں

بڑی فضیلت والی ہیں۔ پھر ان میں آٹھویں، نویں اور دسویں تاریخ کی راتیں اور بھی اہم ہیں۔ پھر ان میں بھی بقر عید کی شب جو عشرۂ ذی الحجہ کی آخری شب ہے اور بھی اہم رات ہے جس کے تفصیلی فضائل اوپر بیان ہو چکے، مگر افسوس ہم نے ان سب برکتوں سے اپنے آپ کو محروم کیا ہوا ہے اور نہ صرف محروم، بلکہ اس مبارک شب کو طرح طرح کی لغویتوں، فضول باتوں، لایعنی کاموں اور طرح طرح کے گناہوں میں گزارا جاتا ہے۔

جس کی چند مثالیں یہ ہیں:۔

☆...... بعض لوگ یہ مبارک رات مختلف کھیلوں میں مصروف ہو کر گزار دیا کرتے ہیں، مثلاً شطرنج، چوسر، لوڈو، کیرم بورڈ اور دیگر جدید ہار جیت والے کھیلوں میں، جن میں شطرنج اور چوسر تو حرام ہی ہیں اور باقی کھیل بھی شرائط جواز مفقود ہونے کی بناء پر ناجائز ہوتے ہیں۔ بالفرض کوئی کھیل اگر جائز بھی ہو تب بھی یہ مبارک رات لہو ولعب کے لئے نہیں، عبادت وطاعت کے لئے ہے اس کو عبادت ہی میں مشغول رکھنا چاہیئے۔ جائز اور مباح کھیلوں سے بھی اجتناب کرنا چاہیئے۔

☆...... بہت سے لوگ ٹی وی کے پروگرام دیکھنے میں مصروف رہتے ہیں۔ حالانکہ ٹی وی متعدد مفاسد اور بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے۔ جس کی بناء پر اس کو دیکھنا جائز نہیں، اگرچہ پروگرام مذہبی یا تعلیمی

نوعیت کا ہو۔ پھر اس مقدس شب میں اس لعنت میں مبتلا ہونا اس کے گناہ کو اور بھی سخت کر دیتا ہے، اس لئے اس نامراد چیز سے بالعموم اور اس مبارک شب میں بالخصوص اجتناب کرنا لازم ہے۔

☆......بعض لوگ اس مبارک رات میں بازاروں کی سجاوٹ، چمک دمک، خریداروں کی کثرت دیکھنے کے لئے بازاروں میں تفریح کرتے ہیں اور اس طرح رات کا اکثر و بیشتر حصہ ضائع کرتے ہیں جبکہ بازار روئے زمین پر حق تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ بدتر اور مبغوض ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ بازار اکثر گناہوں کا اور بڑے بڑے گناہوں کا مرکز ہیں مثلاً عورتوں کا بن سنور کر بے پردہ خرید و فرخت کرنا اور بازاروں میں گھومنا، گانا بجانا عام ہونا، دھوکہ فریب، جھوٹ، غیبت گالی گلوچ، لڑائی جھگڑا ہونا، کم تولنا اور ناپنا، ملاوٹ وغیرہ کرنا، اس لئے بازار میں تو تمام گناہوں سے حتی الامکان بچتے ہوئے ضرورت کے وقت، بقدر ضرورت ہی جانا چاہیے، تو بلا ضرورت بازاروں میں تفریح کرنے والے بھی طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس طرح اس مبارک رات میں بجائے کچھ حاصل کرنے کے اور گناہوں میں مشغول ہونا اور حق تعالیٰ کی سب سے ناپسندیدہ جگہ میں بلا ضرورت جانا اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت سے بالکل محروم کرنا ہے۔

☆......بعض لوگ اس رات ہوٹلوں میں ٹھنڈے گرم مشروبات

پینے میں مصروف ہو کر اور گھنٹوں اِدھر اُدھر فضول باتوں بلکہ گناہ کی باتوں میں مشغول ہو کر اس مقدس شب کا بہترین اور اکثر حصہ ضائع کرتے ہیں جو سراسر محرومی ہے اور گناہوں کا ارتکاب جدا ہے۔

☆...... بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں اس شب کی عظمت و فضیلت ہی کا علم نہیں، اس لئے وہ کبھی اس رات میں ذکر وعبادت اور تسبیح ومناجات کی طرف متوجہ نہیں ہوتے، اس طرح وہ اپنی جہالت وناوانی سے بیسیوں راتیں گنوا چکے ہیں اور ان کی اس جہالت نے، انہیں آخرت کے ثوابِ عظیم سے محروم کیا ہوا ہے جو بڑے ہی خسارہ کی بات ہے۔

☆...... بعض لوگ جنہیں اس رات کی عظمت وفضیلت کا علم ہے، دین اور علمِ دین سے انکو نسبت ہے، دیکھا جاتا ہے کہ وہ بھی اس کی کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ اگر کوئی غلطی سے انہیں اس طرف توجہ دِلا دے تو فوراً یہ جواب ملتا ہے کہ ''اس رات میں جاگنا کوئی فرض و واجب نہیں۔'' بیشک اس رات میں جاگنا اور نفل عبادت وغیرہ کا اہتمام کرنا فرض و واجب نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا یہ سب ترغیبات فضول ہیں اور اسی قابل ہیں کہ انہیں غیر فرض قرار دے کر رد کر دیا جائے۔ آخر ان ترغیبات کا کون مکلف ہے؟ اہلِ علم تو انہیں غیر ضروری قرار دے کر ٹھکرا دیں اور عوام اپنی جہالت وناوقفیت کی بناء پر اہتمام نہ کریں تو پھر امت میں سے کون ان پر عمل کرے گا؟ ذرا

بتلایئے! آخرت کے اتنے عظیم ثواب اور رضائے الٰہی اور حصولِ جنت سے، اپنے آپ کو محروم کرنا کیا کوئی خسارہ کی بات نہیں، اور کیا یہ چیزیں آپ حاصل کر چکے ہیں؟ اگر نہیں تو اس استغناء سے پناہ مانگئے اور استغفار کیجئے۔

☆...... بعض تاجر اس شب میں دنیاوی مصروفیت کو کم کرنے کے بجائے اور بڑھا لیتے ہیں اور اس میں اس قدر منہمک اور مصروف ہوتے ہیں کہ بسا اوقات اس دھن میں فرض نمازیں بھی قربان ہو جاتی ہیں جو کسی طرح بھی جائز نہیں ایسے تاجر اگر کاروباری مصروفیت کم نہیں کر سکتے اور اس رات کو ذکر و تلاوت اور عبادت و طاعت میں نہیں گزار سکتے تو کم از کم فجر اور عشاء کی نماز باجماعت ادا کر کے اور چلتے پھرتے ذکر و دعا کے ذریعے کسی نہ کسی درجہ میں وہ بھی اس شب کی فضیلت حاصل کر سکتے ہیں، بات اصل میں فکر و طلب اور قدر و قیمت کی ہے جس کے دل میں ذرا بھی اس کی اہمیت ہے اور فکر ہے تو وہ سخت سے سخت مشغولیت میں بھی اس فضیلت کو حاصل کرنے کا کوئی نہ کوئی راستہ نکال لے گا۔ اور جس کو طلب نہیں، دنیا اور دنیاوی منافع ہی اس کی نظر میں اصل مقصود ہیں تو اس کے دل میں ان باتوں سے احتراز ہی پیدا ہو گا اور اس کا نفس طرح طرح کے حیلے بہانے پیش کر کے بالآخر اس کو اس شب کی برکات سے محروم کر دے گا...... حق تعالیٰ محفوظ رکھیں۔ آمین!

عید کی تیاریوں کا فتنہ

ایک اور فتنہ ''عید کی تیاریوں'' کا ہے، جو عید الفطر میں زیادہ اور بقر عید کے موقع پر کچھ کم برپا ہوتا ہے۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے بلاشبہ مسرت کا دن قرار دیا ہے اور اتنی بات بھی شریعت سے ثابت ہے کہ اس روز جو بہتر سے بہتر لباس کسی شخص کو میسر ہو وہ لباس پہنے، لیکن آج کل اس غرض کے لئے جن بے شمار فضول خرچیوں اور اسراف کے ایک سیلاب کو عیدین کے لوازم میں سمجھ لیا گیا ہے، اس کا دین و شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔

آج یہ بات فرض و واجب سمجھ لی گئی ہے کہ کسی شخص کے پاس مالی طور پر گنجائش ہو یا نہ ہو، لیکن وہ کسی نہ کسی طرح گھر کے ہر فرد کے لئے جوتے ٹوپی سے لے کر ہر ہر چیز نئی خریدے۔ گھر کی آرائش وزیبائش کے لئے نت نیا سامان فراہم کرے دوسرے شہروں میں رہنے والے اعزہ اور اقارب کو قیمتی کارڈ بھیجے اور ان تمام امور کی انجام دہی میں کسی سے پیچھے نہ رہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ ایک متوسط آمدنی رکھنے والے شخص کے لئے عید اور بقر عید کی تیاری ایک مستقل مصیبت بن چکی ہے، اس سلسلہ میں وہ اپنے گھر والوں کی فرمائش پوری کرنے کے لئے جب جائز

ذرائع کو ناکافی سمجھتا ہے تو مختلف طریقوں سے دوسروں کی جیب کاٹ کر وہ روپیہ فراہم کرتا ہے تاکہ ان غیر متناہی خواہشات کا پیٹ بھر سکے اور اس عید کی تیاری کا کم سے کم نقصان تو یہ ہے ہی کہ رمضان اور خاص طور سے آخری عشرے کی راتیں اور اسی طرح بقرعید کے پہلے عشرے کی راتیں بالخصوص بقرعید کی شب جو گوشۂ تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے عرض و مناجات اور ذکر و فکر کی راتیں ہیں وہ سب بازار میں گزرتی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ رمضان المبارک کے بعد ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن اور ان کی راتیں بڑی مبارک ہیں اور آخرت کمانے کا بہترین سیزن ہیں، بندۂ مومن جس کی زندگی کا مقصد صرف حق تعالیٰ کی رضا اور حصول جنت ہے، اس کے لئے یہ بہت ہی نادر موقع ہے جو حق تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے عطا فرمایا ہے۔ ان ایام اور مبارک لیل و نہار کو بیحد غنیمت سمجھا جائے اور ہر شخص اپنی طاقت کے مطابق ان ایام میں زیادہ سے زیادہ عبادت و طاعت، ذکر و تلاوت، تسبیح و مناجات اور توبہ استغفار کا اہتمام کرے۔ اور زیادہ نفلی عبادت و طاعت نہ کر سکے تو کم از کم گناہوں سے تو اپنے کو دور ہی رکھے اور تمام رات کوئی نہ جاگ سکے تب بھی کچھ حرج نہیں، آسانی اور بشاشت کے ساتھ جتنی دیر جاگ کر عبادت کر سکے اتنا ہی کر لے اور ادنیٰ درجہ میں اتنا تو ضرور ہی کر لیا جائے کہ عشاء اور فجر کی نماز باجماعت مع تکبیر اولیٰ کے ادا کرے اور

درمیان میں کسی وقت، اگر شب کا آخری حصہ ہو تو زیادہ بہتر ہے، تھوڑی دیر عبادت کر کے دعا اور مناجات کرے۔ اللہ تعالیٰ سے اس شب کی رحمتیں اور برکتیں مانگے اور توبہ و استغفار کرے حق تعالیٰ کی رحمت واسعہ سے قوی امید ہے کہ وہ اپنے ضعیف اور کمزور بندوں سے اتنا بھی قبول فرمالیں گے اور محروم نہ فرمائیں گے۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللہ بعزیز

تکبیر تشریق کے احکام

تکبیر تشریق کسے کہتے ہیں؟

تکبیر تشریق: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کو کہتے ھیں۔ (درمختار)

تکبیر تشریق کب سے کب تک پڑھیں

عرفہ کا دن یعنی ذی الحجہ کی نویں[۹] تاریخ کی فجر سے ذی الحجہ کی تیرہ[۱۳] تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد فوراً بلند آواز سے ایک مرتبہ تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے۔ البتہ عورتیں یہ تکبیر آہستہ آواز سے کہیں تاہم حساب سے یہ کل بتیس[۳۲] نمازیں ہوتی ہیں جن کے بعد تکبیر تشریق کہنا واجب ہے اور ان پانچ دنوں کو جن میں یہ تکبیریں کہی جاتی ہے "ایامِ تشریق" کہتے ہیں (درمختار) یہ تکبیریں ہر شخص پر واجب نہیں ہیں ان کے واجب ہونے کی کچھ شرطیں ہیں جن کا ابھی ذکر آتا ہے۔

تکبیر تشریق واجب ہونے کی شرطیں

تکبیر تشریق واجب ہونے کے لئے درج ذیل تین شرطیں ہیں اگر

یہ تینوں شرطیں کسی شخص میں موجود ہوں تو ایام تشریق میں اس پر تکبیر تشریق واجب ہے، اگر ان میں سے ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو تکبیر تشریق واجب نہیں۔ (ہدایہ۔خلاصۃ الفتاویٰ)

☆...... مقیم ہونا، مسافر پر تکبیر تشریق واجب نہیں۔

☆...... شہر ہونا، گاؤں گوٹھ والوں پر تکبیر تشریق واجب نہیں۔

☆...... جماعت مستحبہ ہونا، اکیلے نماز پڑھنے والوں پر اور تنہا عورتوں کا باجماعت نماز ادا کرنے سے اُن پر تکبیر تشریق واجب نہیں۔

شرائط کی ضروری تشریح

پہلی شرط کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کسی جگہ مقیم ہوں جیسے اپنے وطن اصلی میں ہوں یا مسافر نے کسی جگہ جہاں اقامت کی نیت معتبر ہوتی ہو کم از کم پندرہ دن قیام کی نیت کرلی ہو اور باقی دو شرطیں بھی موجود ہوں تو اس پر ایام تشریق میں تکبیر تشریق واجب ہے۔ مسافر شخص پر تکبیر تشریق واجب نہیں ہے خواہ وہ الگ نماز پڑھے یا اپنے ہی جیسے کسی مسافر امام کی اقتدأ میں نماز باجماعت ادا کرے اور اگرچہ یہ مسافر یا مسافروں کی جماعت کسی شہر میں ہو اور اپنی جماعت کریں، ان پر بہرحال تکبیر تشریق واجب نہیں، البتہ اگر یہ مسافر یا مسافرین کسی مقیم امام کی اقتدأ میں شہر یا قصبہ میں نماز باجماعت ادا کریں تو پھر ان پر بھی

امام کے تابع ہو کر تکبیر تشریق واجب ہو جائے گی۔

دوسری شرط کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ جمعہ وعیدین کے لئے شہر یا قصبہ ہونا شرط ہے، کسی چھوٹے گاؤں گوٹھ میں جمعہ وعیدین جائز نہیں، اس لئے ان کے باشندوں پر تکبیر تشریق بھی ایامِ تشریق میں واجب نہیں، اگرچہ گاؤں والے اپنی فرض نماز باجماعت ادا کریں، البتہ اگر یہ لوگ کسی شہر یا قصبہ میں آ کر مقیم امام کی اقتداء میں نماز باجماعت ادا کریں تو امام کے تابع ہو کر ان پر بھی تکبیر تشریق واجب ہو جائے گی۔

تیسری شرط کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بالا دو شرطوں کے ساتھ تکبیر تشریق واجب ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ایام تشریق میں جن جن فرض نمازوں کے بعد تکبیر تشریق کہنا واجب ہوتا ہے ان فرض نمازوں کو باجماعت ادا کیا گیا ہو اور وہ جماعت بھی مستحب جماعت ہو، مکروہ جماعت نہ ہو، مثلاً کسی مرد امام کی اقتداء میں وہ فرض باجماعت ادا کیا گیا ہو تو اس جماعت کے شریک تمام مقتدیوں پر امام سمیت تکبیر تشریق واجب ہوگی...... لیکن اگر باوجود پہلی دو شرطوں کے پائے جانے کے کسی شخص نے ایامِ تشریق کی فرض نمازیں کل یا بعض بغیر جماعت کے تنہا ادا کیں تو اس پر تنہا ادا کی جانے والی نمازوں کے بعد تکبیر تشریق واجب نہیں۔ اسی طرح اگر تنہا عورتوں نے مل کر کسی عورت ہی کو امام بنا کر اس کی اقتداء میں کوئی فرض نماز باجماعت ادا کی تو ان پر بھی تکبیر

تشریق واجب نہیں ہوگی، کیونکہ عورتوں کی جماعت، جماعتِ مستحبہ نہیں ہے بلکہ مکروہ تحریمی ہے، اسی طرح اگر عورتیں الگ الگ نمازیں ادا کریں تب بھی ان پر تکبیر تشریق واجب نہیں۔ البتہ اگر شہر یا قصبہ میں عورتیں کسی مقیم مرد امام کی اقتداء میں فرض نمازیں باجماعت ادا کریں اور امام نے ان کی اقتداء کی نیت بھی کرلی ہو تو جو نمازیں وہ امام کی اقتداء میں ادا کریں گی ان نمازوں کے بعد ان پر بھی امام کے تابع ہو کر تکبیر تشریق واجب ہو جائیگی۔ لیکن عورتوں کو مساجد میں جا کر مردوں کی جماعت میں شریک ہو کر نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے، مکروہ تحریمی ہے۔

(بحر و شامی)

ایک ضروری وضاحت

ایام تشریق میں تکبیر تشریق واجب ہونے کے لئے جو شرائط اوپر ذکر کی گئی ہیں یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہیں اور اکثر علماء اور فقہاء رحمہم اللہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک ہی کو ترجیح دی ہے اور روایت اور درایت دونوں لحاظ سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قول ہی کو زیادہ قوی قرار دیا ہے۔ (امداد الاحکام)

لیکن حضرات صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک تکبیر تشریق واجب ہونے کے لئے ان شرائط بالا میں سے کوئی شرط لازم نہیں ہے، ان کے

نزدیک ایامِ تشریق میں تکبیر تشریق امام، مقتدی، مسبوق، منفرد، شہری، دیہاتی مقیم، مسافر، مرد اور عورت سب پر واجب ہے اور بعض فقہاء کرام رحمہم اللہ نے صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر بھی فتویٰ دیا ہے اور ان کے قول پر عمل کرنا زیادہ بہتر اور زیادہ احتیاط کی بات ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا تمام افراد کو ایامِ تشریق میں ہر فرض نماز کے بعد تکبیر تشریق کہہ لینی چاہیے۔ (امداد الاحکام)

تکبیر تشریق بُھول جانے کا حکم

تکبیر تشریق ہر فرض نماز کے بعد فوراً کہنی چاہیئے اگر کوئی شخص اس وقت کہنا بھول جائے یا جانکر نماز کے منافی کوئی کام کرے مثلاً قہقہہ مار کر ہنس پڑے یا کوئی بات کرلے خواہ جان کر یا بھول کر یا مسجد سے چلا جائے۔ تو پھر تکبیر تشریق نہ کہنی چاہیئے اور اس کی قضا بھی نہیں ہے ہاں توبہ کرنے سے تکبیر تشریق چھوڑنے کا گناہ معاف ہو جائے گا لہٰذا توبہ کرلے اور آئندہ خیال رکھے البتہ اگر کسی شخص کا وضو نماز کے بعد فوراً ٹوٹ جائے تو بہتر یہ ہے کہ اسی حالت میں فوراً تکبیر کہہ لے وضو کرنے نہ جائے اور اگر وضو کر کے کہے تب بھی کہہ لینا جائز ہے۔

(علم الفقہ و فتاویٰ دار العلوم مدلل)

اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے

اگر کسی نماز کے بعد امام تکبیر تشریق کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب وہ کہیں۔ (درمختار)

تکبیر تشریق کتنی بار کہیں

تکبیر تشریق ہر فرض نماز کے بعد صرف ایک مرتبہ کہنے کا حکم ہے اور صحیح قول کے مطابق ایک سے زیادہ مرتبہ کہنا خلافِ سنّت ہے۔ (شامی وفتاویٰ دارالعلوم مدلل)

بقرعید کی نماز کے بعد تکبیر تشریق کا حکم

بقرعید کی نماز کے بعد تکبیر تشریق کہنے نہ کہنے میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک کہہ لینا واجب ہے۔ (درمختار و بہشتی گوہر)

قربانی کے فضائل

قربانی کی ابتداء

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ نبیوں کا خواب سچا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے تھا اور ایسی بات اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم دیئے جانے کے برابر مانی جاتی تھی اس لئے انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ میں نے ایسا خواب دیکھا ہے، تمہاری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے جواب دیا:

یَآ اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیٓ اِنْشَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰابِرِیْنَ (سورۃ الصّٰفّٰت رکوع ۳)

ترجمہ

''اے ابا جان! آپ کو جو حکم ہوا ہے اس پر عمل کر لیجئے آپ انشاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں سے پائیں گے۔''

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو مکہ مکرمہ سے لے کر چلے اور منٰی میں جا کر ذبح کرنے کی نیت سے ایک چھری ساتھ لی۔ (منٰی مکہ معظمہ سے تین میل دور دو پہاڑوں

کے درمیان ایک بہت لمبا میدان ہے) جب منیٰ میں داخل ہونے لگے تو ان کے بیٹے کو شیطان بہکانے لگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پتہ چلا تو شیطان کو اللہ اکبر کہہ کر سات کنکریاں ماریں، جس کی وجہ سے وہ زمین میں دھنس گیا، دونوں باپ بیٹے آگے بڑھے تو زمین نے شیطان کو چھوڑ دیا۔ کچھ دور جا کر شیطان پھر بہکانے لگا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر اُسے اللہ اکبر کہہ کر سات کنکریاں ماریں، وہ پھر زمین دھنس گیا۔ یہ دونوں آگے بڑھے تو پھر زمین نے اس کو چھوڑ دیا وہ پھر آ کر ورغلانے لگا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر اسے اللہ اکبر کہہ کر سات کنکریاں ماریں پھر وہ زمین میں دھنس گیا اور اس کے بعد آگے بڑھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پیشانی کے بل زمین پر لٹا دیا، ابھی ذبح کرنے نہ پائے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ندا آئی: یَآ اِبْرَاهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا یعنی اے ابراہیم! تو نے اپنا خواب سچا کر دیا' پھر اللہ پاک نے ایک مینڈھا بھیجا جسے اپنے بیٹے کی جانب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کر دیا جیسا کہ حق تعالیٰ جل مجدہ' کا ارشاد ہے: وَفَدَیْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں کتب تفسیر روح المعانی وغیرہ، سورۂ صافات)

ذبح تو کیا مینڈھا اور ثواب مل گیا بیٹے کی قربانی کا، کیونکہ دونوں باپ بیٹے اپنے دل و جان سے اس کام کے انجام دینے کو طے کر چکے

تھے جس کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم ہوا تھا باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔ اور بیٹا ذبح ہونے کے لئے بخوشی لیٹ گیا۔ دونوں نے اپنی جانب سے کوئی کسر نہیں چھوڑی، اللہ جل شانہ' کے یہاں نیت دیکھی جاتی ہے۔ اپنی نیت میں یہ دونوں سچے تھے جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّه' لِلْجَبِيْنِ۔

یہ واقعہ قربانی کی ابتداء ہے اور حج کے موقع پر جو کنکریاں ماری جاتی ہیں، ان کی ابتدا بھی اسی واقعہ سے ہوئی ہے۔ اُن ہی تین جگہوں میں کنکریاں مارتے ہیں جہاں شیطان زمین میں دھنس گیا تھا اب اس جگہ نشان دہی کے لئے پتھر کے مینار بنا دیئے گئے ہیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جانوروں کی قربانی کرنا عبادت میں شمار ہو گیا۔ چنانچہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے بھی قربانی مشروع کی گئی ہر صاحب حیثیت پر قربانی واجب ہے اور اگر کسی کی اتنی حیثیت نہ ہو اور قربانی کر دے تب بھی ثواب عظیم کا مستحق ہوگا۔

قربانی کرنے کی فضیلت

حدیث:۔ عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ما عمل ابن آدم من عملٍ یوم النحر احبّ الی اللہ من اهراق الدم وانه لیأتی یوم القیامة بِقُرونها واشعارِها واظلافها وانّ الدَّمَ لیقعُ من اللہ بمکانٍ قبل ان یقع بالارض فطیبُوا

بها نفساً۔ (رواہ الترمذی)

ترجمہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بقرعید کی دس تاریخ کو کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر محبوب اور پسندیدہ نہیں اور قیامت کے دن قربانی کرنے والا اپنے جانور کے بالوں، سینگوں اور کھروں کو لے کر آئے گا (اور یہ چیزیں ثوابِ عظیم ملنے کا ذریعہ بنیں گی) نیز فرمایا کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرفِ قبولیت حاصل کر لیتا ہے لہٰذا تم خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔ (ترمذی شریف)

حدیث:۔ عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی یوم اضحیٰ ما عمل ادمی فی ھذا الیوم افضل من دمٍ یھراق الا ان یکون رحماً توصل (رواہ الطبرانی)

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقرعید کے دن فرمایا کہ آج کے دن کوئی شخص قربانی سے بہتر عمل نہیں کر سکتا۔ الا یہ کہ صلہ رحمی کرے (یاد رہے کہ صلہ رحمی نفلی قربانی کا بدل تو ہو سکتی ہے واجب قربانی کا نہیں)۔ (طبرانی)

قربانی کا پہلا قطرہ گرتے ہی تمام گناہوں کی بخشش

حدیث:۔ وعن علی رضی اللّٰہ عنہ انَّ رسولَ اللّٰہ

صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یا فاطمۃ قومی فاشھدی اُضحیّتَکِ فانّ لک باوّلِ قطرۃٍ تقطر من دمھا مغفرۃ لکل ذنب اما انہ' یُجاء بدمھا ولحمھا فیوضع فی میزانک سبعین ضعفاً فقال ابو سعید یا رسُول اللّٰہ ھذا لاٰلِ محمّد خاصّۃ فانھم اھل لما خُصّوا بِہٖ من الخیرا ولاٰل محمد وللمسلمین عامۃ؟ فقال لاٰل محمد خاصّۃ وللمسلمین عامّۃ۔ (کذا فی الترغیب)

ترجمہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' سے روایت ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔اے فاطمہ! جاؤ اپنی قربانی پر حاضری دو' کیونکہ اس کے خون سے جونہی پہلا قطرہ گرے گا تمہارے سارے گناہ معاف ہوجائیں گے نیز وہ جانور (قیامت کے دن) اپنے خون اور گوشت کے ساتھ لایا جائے گا اور پھر اسے ستر گنا (بھاری کرکے) تمہارے میزان میں رکھا جائے گا۔حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (یہ عظیم الشان فضیلت سن کر بے ساختہ) عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ (فضیلتِ عظیمہ صرف) آلِ محمدؐ کے ساتھ خاص ہے کیونکہ وہ (واقعۃً) اس کارِ خیر کے زیادہ مستحق ہیں یا آلِ محمدؐ اور تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (یہ عظیم الشان فضیلت) آلِ محمدؐ کے لئے تو بطور خاص ہے اور تمام مسلمانوں کے لئے بھی عام ہے (یعنی ہر مسلمان کو بھی قربانی کرنے کے بعد یہ فضیلت حاصل ہوگی)۔(الترغیب والترہیب)

تشریح: اس روایت سے دو اہم فضیلتیں معلوم ہوئیں:

☆...... قربانی کے جانور کا پہلا قطرہ گرتے ہی قربانی کرنے والے کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

☆...... قیامت کے دن قربانی کا جانور خون اور گوشت کے ساتھ لایا جائے گا اور پھر اس کو ستر گنا وزنی کر کے میزان میں رکھا جائے گا۔

اس لئے نہایت خوش دلی اور فراخ دلی سے قربانی کرنی چاہیئے واجب نہ ہو تو بھی ان فضیلتوں کو حاصل کرنے کے لئے قربانی کر لینی چاہیئے۔

مسئلہ: اپنی قربانی کا جانور خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے، اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے بھی ذبح کرا سکتا ہے، مگر ذبح کے وقت وہاں خود حاضر رہنا افضل ہے۔ (درمختار)

بقر عید کے دن قربانی پر پیسہ خرچ کرنا افضل ہے

حدیث:۔ عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ما انفقت الورق فی شیءٍ احبّ الی اللّٰہ من نحرٍ ینحُر فی یومِ عیدٍ (رواہ الطبرانی)

ترجمہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ”عید کے دن قربانی کا جانور (خریدنے) کے لئے پیسے خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کے یہاں اور چیزوں

میں خرچ کرنے سے زیادہ افضل ہے۔ (طبرانی)

قربانی کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی

حدیث:۔ عن زید بن ارقم رضی اللّٰہ عنہ قال قال اصحابُ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا رسول اللّٰہ مَا ھٰذہ الاضاحی؟ قال سُنَّۃ ابیکم ابراھیم علیہ السلام۔ قالوا ومَا لنا فیھا یا رسول اللّٰہ؟ قال بکلِّ شعرۃٍ حَسَنَۃٌ قالوا فالصُّوفُ یا رسول اللّٰہ؟ قال بکل شعرۃ من الصُّوفِ حسنۃٌ (کذا فی الترغیب)

ترجمہ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اس میں ہمارا کیا فائدہ ہے؟ آپ نے فرمایا (تمہارا فائدہ یہ ہے کہ تمہیں قربانی کے جانور کے) ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی۔ انہوں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ! (جن جانوروں کے بدن پر اون ہے اُس) اُون کا کیا حکم ہے؟ (کیا اس پر بھی کچھ ملے گا؟) آپ نے فرمایا اُون کے ہر بال کے عوض بھی ایک نیکی ملے گی۔ (الترغیب والترہیب)

تشریح:۔ غور کیجئے! اس سے بڑھ کر اور کیا ثواب ہوگا کہ ایک قربانی کرنے سے ہزاروں لاکھوں نیکیاں مل جائیں۔ دُنبے اور بھیڑ

کے بدن پر کتنے لاتعداد بال ہوتے ہیں اگر کوئی صبح سے شام تک گننا چاہے تو بھی نہ گن سکے تو سوچئے! ہمارے ہزار دو ہزار کے مقابلے میں کتنی بے حساب نیکیاں ہوئیں اس قدر اجر وثواب کو دیکھ کر خوب بڑھ چڑھ کر قربانی کرنی چاہیئے۔ واجب تو واجب ہے ہی اگر وسعت ہو تو نفلی قربانی بھی کرنی چاہیئے۔ ان مبارک دنوں کے چلے جانے کے بعد پھر یہ دولت کہاں نصیب ہوگی اور اس آسانی سے یہ بے شمار نیکیاں کہاں میسر ہوں گی پھر اگر اللہ جل شانہ' نے مالی فراخی عطا فرمائی ہے تو جہاں اپنی طرف سے قربانی کرے وہاں اپنے مرحوم عزیزوں کی طرف سے بھی کردے مثلاً ماں، باپ' بہن، بھائی وغیرہ ان کی طرف سے قربانی کرنے سے انکی روح کو اتنا عظیم الشان ثواب پہنچ جائے گا۔ اور کیا ہی اچھا ہو کہ محسن اعظم نورِ مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اور آپ کے اہل بیت کی طرف سے بھی قربانی کی جائے، ورنہ کم از کم اپنی واجب قربانی تو ضرور ہی کردے جس شخص نے قربانی واجب ہوتے ہوئے نہ کی تو اس سے بڑھ کر بدنصیب اور محروم کون ہوگا؟ حدیث میں ایسے شخص کو عیدگاہ میں حاضری ہی سے منع کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

جو واجب قربانی نہ کرے وہ عیدگاہ میں بھی نہ آئے

حدیث:۔ عن ابی ھُریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من وجد سعۃً لان یُّضحی فلم یُضحِّ فلا یحضر مصلّانا۔ (کذا فی الترغیب)

ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس شخص میں قربانی کرنے کی وسعت ہو پھر بھی وہ قربانی نہ کرے تو (ایسا آدمی) ہماری عیدگاہ میں حاضر نہ ہو۔ (الترغیب والترہیب)

تشریح:۔ جو لوگ مالی وسعت اور قربانی کی استطاعت رکھتے ہوئے اپنی واجب قربانی ادا نہیں کرتے وہ آنکھیں کھولیں! اور اپنے ایمان کی خیر منائیں، اول یہی خسارہ کیا کم تھا کہ قربانی نہ کرنے سے اتنے بڑے ثواب سے محروم ہوگئے، پھر اس پر مجسمِ رحمت پیکرِ شفقت ﷺ ناراض ہو جائیں اور عیدگاہ میں حاضری سے روک دیں تو ایسے شخص کا کہاں ٹھکانہ ہوگا؟ عیدگاہ اور مساجد اللہ تعالیٰ کی محبوب جگہیں ہیں، یہاں جمع ہونے والوں پر عفو وکرم کی بارش ہوتی ہے، یہاں کی حاضری سے کسی بدنصیب سے بدنصیب ہی کو روکا جاسکتا ہے، اس لئے بخل سے کام نہ لیں جس نے یہ مال دیا ہے یہ حکم بھی اسی کا دیا ہوا ہے اس کی تعمیل کریں، اسی میں سلامتی ہے۔

ایک ضروری مسئلہ

بعض جگہ دیکھا جاتا ہے کہ باپ بھی کماتا ہے اس کے چار پانچ لڑکے ہیں وہ بھی اپنا الگ الگ کماتے ہیں، ماں اور سب دلہنوں کی

ملکیت میں سونے چاندی کا زیور بھی ہوتا ہے لیکن بقرعید کو قربانی صرف ایک ہوتی ہے اور جملہ اہل خانہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم سب کی طرف سے یہ واجب ادا ہو گیا۔ یہ سخت نا سمجھی اور مغالطے کی بات ہے یاد رکھیں قربانی واجب ہونے کے لئے گھر کے ہر فرد کی علیحدہ علیحدہ ملکیت دیکھی جائے گی اور جس کی ملکیت میں کم از کم ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت ہو یا مختلف سونے چاندی کا زیور ہو مگر مجموعی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے مساوی ہو یا اس قدر چاندی کی قیمت کا مالِ تجارت ہو یا اتنی مالیت کا فاضل سامان پڑا ہوا ہو تو اس پر بقرعید کے دن قربانی واجب ہوگی، چنانچہ اگر اتنا زیور یا روپیہ یا فالتو ساز و سامان ماں، باپ، تمام لڑکوں اور ان کی بیویوں کی ملکیت میں ہو اتو ان سب پر ایک ایک قربانی واجب ہوگی اور اگر سب کی ملکیت میں اتنا مال نہ ہوا تو جس جس کی ملکیت میں ہوگا اُس پر قربانی واجب ہوگی اور یہ بھی یاد رکھیں کہ قربانی فرض ہونے کے لئے مذکورہ بالا مقدار چاندی یا اس کی قیمت یا اس کے بقدر مالِ تجارت کے ملکیت میں ہونے پر سال گزرنا بھی ضروری نہیں ہے مثلاً اگر کسی کے پاس بقرعید کی نویں تاریخ کو عصر کے وقت اتنا روپیہ پیسہ یا مالِ تجارت آیا جس کے ہونے سے قربانی واجب ہوتی ہے اور دس تاریخ میں بھی اس کے پاس موجود رہا تو اس پر بھی کل قربانی واجب ہو جائے گی۔

قربانی کے مسائل

قربانی کس پر واجب ہے

جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہو یا جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت ہو یا اتنی قیمت کا مالِ تجارت ہو یا فاضل سامان پڑا ہو اس پر قربانی اور صدقۂ فطر واجب ہو جاتے ہیں، بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ جس پر زکوٰۃ فرض نہیں اس پر قربانی بھی واجب نہیں، یہ بات صحیح نہیں ہے، یوں کہنا تو درست ہے کہ جس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اس پر قربانی بھی واجب ہے لیکن یہ کہنا صحیح نہیں کہ جس پر زکوٰۃ فرض نہیں، اس پر قربانی واجب نہیں، کیونکہ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن پر زکوٰۃ فرض نہیں اس لئے کہ انکے پاس سونا چاندی یا مالِ تجارت یا نقدی نصاب کے بقدر نہیں ہوتی، لیکن بہت سا فاضل سامان پڑا ہوتا ہے (جیسے استعمال کیا ہوا ضرورت سے زائد فرنیچر وغیرہ) اگر یہ فاضل سامان ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو قربانی واجب ہو جاتی ہے لیکن زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی، ایک فرق اور بھی ہے وہ یہ کہ زکوٰۃ کا ادا کرنا اس وقت فرض ہوتا ہے جب نصاب پر چاند کے اعتبار سے بارہ

مہینے گزر جائیں اور قربانی واجب ہونے کے لئے قربانی کی تاریخ آنے سے پہلے چوبیس گھنٹے گزرنا بھی ضروری نہیں ہے مثلاً اگر کسی کے پاس بقرعید کی نویں تاریخ کو عصر کے وقت ایسا مال آیا جس کے ہونے سے قربانی واجب ہوتی ہے اور دس تاریخ میں بھی اس کے پاس موجود رہا تو اس پر کل کو قربانی واجب ہو جائے گی اور گھر کے ہر شخص کی ملکیت علیحدہ دیکھی جائے گی اگر کسی گھر میں باپ، بیٹے اور بیٹوں کی ماں ہر ایک کی ملکیت میں اتنا مال ہو جس پر قربانی واجب ہوتی ہے تو ہر ایک پر علیحدہ علیحدہ قربانی واجب ہوگی، البتہ نابالغ کی طرف سے کسی حال میں قربانی کرنا لازم نہیں۔ عورتوں کے پاس عموماً اتنا زیور ہوتا ہے جس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے۔ اسلئے ایسی خواتین کو اپنی قربانی کر لینی چاہیے۔

قربانی کے جانور

قربانی کے جانور شرعاً مقرر ہیں، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی، بکرا، بکری، بھیڑ، بھیڑا، دنبہ، دنبی کی قربانی ہو سکتی ہے۔ ان کے علاوہ اور کسی جانور کی قربانی درست نہیں اگرچہ کتنا زیادہ قیمتی ہو اور کھانے میں جس قدر بھی مرغوب ہو، لہٰذا ہرن کی قربانی نہیں ہو سکتی، اسی طرح دوسرے حلال جنگلی جانور قربانی میں ذبح نہیں کیے جا سکتے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی میں سات حصے

ہو سکتے ہیں یعنی ان میں سے ایک جانور سے سات قربانیاں ہو سکتی ہیں خواہ ایک ہی آدمی ایک گائے لے کر اپنے گھر کے آدمیوں کے وکیل بنانے سے ان کا وکیل بنکر سات حصے تجویز کر کے ذبح کر دے یا مختلف گھروں کے ایک ایک یا دو، دو حصے لے کر سات پورے کر لیں، مگر شرط یہ ہے کہ جتنے شریک ہوں ہر ایک کی نیت قربانی کی ہو یا کسی نے عقیقہ کے لئے ایک دو حصے لے لئے ہوں۔ چونکہ عقیقہ میں بھی اللہ ہی کے لئے خون بہایا جاتا ہے اس لئے عقیقہ کا حصہ قربانی کے جانور میں لیا جاسکتا ہے۔ جتنے لوگوں نے قربانی کے جانور میں شرکت کی، اگر ان میں سے کسی ایک آدمی کی نیت بھی اس گوشت کی تجارت کرنے یا محض گوشت کھانے کی ہو تو کسی کی قربانی ادا نہ ہوگی اور اگر بھینس، گائے، اونٹ میں سات حصوں سے کم حصے کر لئے مثلاً چھ حصے کر کے چھ آدمیوں نے ایک ایک حصہ لے لیا یا پانچ آدمیوں نے پانچ حصے کر کے ایک ایک حصہ لے لیا تب بھی قربانی درست ہو جائے گی بشرطیکہ کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو اور اگر آٹھ حصے بنالئے اور آٹھ قربانی والے شریک ہو گئے تو کسی کی بھی قربانی درست نہ ہوگی (عالمگیری)۔

مسئلہ: چھوٹے جانور، یعنی بکرا، بکری وغیرہ میں شرکت نہیں ہو سکتی، ایک شخص کی جانب سے ایک ہی جانور ہو سکتا ہے۔ (عالمگیری)

قربانی کے جانور کی عمریں

مسئلہ: گائے، بیل، بھینس، بھینسا کی عمر کم از کم دو سال اور

اونٹ، اونٹنی کی عمر کم از کم پانچ سال اور باقی جانوروں کی عمر کم از کم ایک سال ہونا ضروری ہے۔ ہاں اگر بھیڑ یا دنبہ سال بھر سے کم کا ہو لیکن موٹا تازہ اتنا ہو کہ سال بھر والے جانوروں میں چھوڑ دیا جائے تو فرق محسوس نہ ہو تو اس کی قربانی بھی ہو سکتی ہے بشرطیکہ چھ مہینے سے کم کا نہ ہو۔

قال علیه الصلوة والسلام لا تذبحوا الا مسنة الا ان یعسر علیکم فتذ بحوا جذعة من الضان۔ (رواہ مسلم و عالمگیری)

مسئلہ: اگر جانور کا فروخت کرنے والا پوری عمر بتلاتا ہے اور ظاہری حالات سے اس کے بیان کی تکذیب نہیں ہوتی تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہے۔ (احکام عید الاضحیٰ و قربانی)

کیسے جانور کی قربانی درست ہے

چونکہ قربانی کا جانور بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا جاتا ہے اس لئے بہت عمدہ، موٹا، تازہ، صحیح سالم، عیبوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ قربانی کے جانور کے آنکھ کان خوب اچھی طرح دیکھ لیں اور ایسے جانور کی قربانی نہ کریں جس کے کان کا پچھلا حصہ یا اگلا حصہ کٹا ہوا ہو اور نہ ایسے جانور کی قربانی کریں جس کا کان چیرا ہوا ہو، یا جس کے کان میں سوراخ ہو۔ (رواہ الترمذی)

اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قربانی میں کیسے جانوروں سے پرہیز کیا جائے، آپ ﷺ نے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ (خصوصیت کے ساتھ) چار طرح کے جانوروں سے پرہیز کرو۔

(۱)......اَلْعَرْجَاء البَیِّنُ ظلعُهَا

یعنی وہ لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو

(۲)......وَالعَوراءَ البَیِّنُ عَوَرُها

یعنی وہ کانا جانور جس کا کانا پن ظاہر ہو

(۳)......وَالمرِیْضَۃُ البَیِّنُ مَرَضُهَا

یعنی ایسا بیمار جانور جس کا مرض ظاہر ہو

(۴)......وَالْعَجفَاءُ الَّتِیْ لَاتُنْقِیْ

یعنی ایسا دُبلا، مریل جانور جس کی ہڈیوں میں مینگ یعنی گودا نہ رہا ہو۔ (رواہ مالک والترمذی وابوداؤد وغیرہ)

حضرات فقہاء کرام نے ان احادیث کی تفسیر وتشریح کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ جو جانور بالکل اندھا ہو یا بالکل کانا ہو یا ایک آنکھ کی

تہائی روشنی یا اس سے زیادہ روشنی جاتی رہی ہو یا ایک کان کا تہائی حصہ یا اس سے زیادہ کٹ گیا ہو یا دم کٹ گئی ہو یا اس کا ایک تہائی سے زیادہ حصہ کٹ گیا ہو یا اتنا دُبلا جانور ہو کہ اس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو اس کی قربانی جائز نہیں اگر جانور دُبلا ہو مگر اتنا زیادہ دُبلا نہ ہو تو اس کی قربانی ہو جائے گی۔ (عالمگیری)

لیکن وہ ثواب کہاں ملے گا، جو موٹے تازے جانور کی قربانی میں ملتا ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لئے گری پڑی حیثیت کا جانور اختیار کرنا ناسمجھی بھی ہے اور ناشکری بھی۔

مسئلہ: جو جانور تین پاؤں پر چلتا ہے اور چوتھا پاؤں ہی نہیں یا چوتھا پاؤں رکھتا تو ہے مگر اس سے چل نہیں سکتا یعنی چلتے میں اس سے کچھ سہارا نہیں لیتا تو اس کی قربانی درست نہیں اگر چاروں پاؤں سے چلتا ہے لیکن پاؤں میں کچھ لنگ ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔ (شامی)

مسئلہ: جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں اور اگر کچھ دانت گر گئے لیکن جو باقی ہیں وہ تعداد میں گر جانے والے دانتوں سے زیادہ ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: اگر کسی جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں تو اس کی قربانی درست نہیں اور اگر دونوں کان ہیں اور صحیح سالم ہیں لیکن ذرا چھوٹے

چھوٹے ہیں تو اس کی قربانی ہوسکتی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں لیکن عمر اتنی ہو چکی ہے جتنی عمر قربانی کے جانور کی ہونی لازم ہے تو اس کی قربانی درست ہے اور اگر سینگ نکل آئے تھے اور ان میں سے ایک یا دونوں کچھ ٹوٹ گئے تو ان کی بھی قربانی ہوسکتی ہے ہاں اگر بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے اور اندر کی مینگ بھی ختم ہوگئی تو اس کی قربانی درست نہیں۔ (شامی)

مسئلہ: خصی جانور کی قربانی نہ صرف یہ کہ درست ہے بلکہ افضل ہے کیونکہ اس کا گوشت اچھا ہوتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایسے جانوروں کی قربانی کی ہے۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث میں ہے:

فقد روىٰ ابو داؤد وغيره عن جابر رضى الله عنه قال ذبح النبى صلى الله عليه وسلم يوم الذبح كبشين اقرنين املحين موجوئين۔ (عالمگیری)

مسئلہ: اگر مادہ جانور کی قربانی کی اور اس کے پیٹ میں بچہ نکل آیا تب بھی قربانی ہوگئی اگر وہ بچہ زندہ ہے تو اس کو بھی ذبح کر دیں۔

مسئلہ: اگر قربانی کا جانور خرید لیا پھر اس میں کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے قربانی درست نہیں ہوتی تو اس کے بدلہ دوسرا

جانور خرید کر کے قربانی کرے، ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی واجب نہیں تھی تو اسی کی قربانی کر دیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: کسی پر قربانی واجب نہیں تھی لیکن اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تو اب اس جانور کی قربانی واجب ہو گی۔ (عالمگیری)

مسئلہ: کسی پر قربانی واجب تھی لیکن قربانی کے تینوں دن گزر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی، تو ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کر دیں اور اگر بکری خرید لی تھی تو بعینہ وہی بکری خیرات کر دیں۔

قربانی کا وقت

بقر عید کی دسویں تاریخ سے لے کر، بارہویں تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے چاہے جس دن قربانی کریں، لیکن قربانی کا سب سے افضل دن بقر عید کا دن ہے پھر گیارہویں تاریخ پھر بارہویں تاریخ۔ (عالمگیری)

مسئلہ: بقر عید کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں جب نمازِ عید پڑھ چکیں تب قربانی کریں، البتہ اگر کوئی دیہات میں یا گاؤں میں رہتا ہو، جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی، وہاں فجر کی نماز کے بعد قربانی کر دینا درست ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: دسویں تاریخ سے بارہویں تاریخ تک جب جی چاہے

قربانی کریں، چاہے دن میں، چاہے رات میں لیکن رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں کہ شاید کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی نہ ہو، اگر خوب زیادہ روشنی ہو، جیسا کہ شہروں میں بجلی کی ہوتی ہے تو رات کو قربانی کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (عالمگیری بتصرف)

مسئلہ: قربانی کی کھال یا تو یونہی خیرات کر دیں اور یا بیچ کر اس کی قیمت خیرات کر دیں۔ وہ قیمت ایسے لوگوں کو دیں جن کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور قیمت میں جو پیسے ملے ہیں بعینہٖ وہی پیسے خیرات کرنا چاہئیں، اگر وہ پیسے کسی کام میں خرچ کر ڈالے اور اتنے ہی پیسے اور اپنے پاس سے دے دیئے تو اچھا نہیں کیا مگر ادائیگی ہوگئی۔

مسئلہ: اس کھال کی قیمت مسجد یا مدرسہ کی تعمیر میں یا مدرس، مؤذن وامام کی تنخواہ میں دینا درست نہیں ہے اگر ایسی غلطی کر لی ہے تو اس قدر رقم مسکینوں کو دے دیں اور توبہ بھی کریں، آج کل سستا چندہ دیکھ کر بہت سی انجمنیں اور ویلفیئر ایسوسی ایشن اور ہمدرد کلب اور امدادی کمیٹیاں بقرعید کے موقعہ پر نکل آتی ہیں اور کھالوں کا چندہ کر لیتی ہیں ان میں وہ بے دین بھی ہوتے ہیں جو اسلام اور قربانی کا مذاق اڑاتے ہیں مگر کھال کھینچنے کو تیار رہتے ہیں اور وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو شریعت کے قوانین سے واقف نہیں ہوتے، یہ لوگ شریعت کے احکام کی رعایت کے بغیر آزادنہ رائے سے، خرچ کرتے ہیں ان کو کھالیں دیکر ضائع نہ

کریں ان کو دے کر آپ شرعی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہوں گے۔

(چرم قربانی کے مسائل تفصیل سے آگے آرہے ہیں)

قربانی کی منت اور وصیت

مسئلہ: جس نے قربانی کرنے کی منت مانی پھر وہ کام پورا ہوگیا جس کے واسطے منت مانی تھی تو اب قربانی کرنا واجب ہے چاہے مالدار ہو یا نہ ہو، اور منت کی قربانی کا سب گوشت فقیروں کو خیرات کرنا واجب ہے نہ آپ کھائے نہ امیروں کو دے، جتنا آپ نے کھایا ہو یا امیروں کو دیا ہو، اتنا پھر خیرات کرنا پڑیگا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص وصیت کر کے مرگیا کہ میرے ترکہ میں سے میری طرف سے قربانی کی جائے اور اس کی وصیت کے مطابق اسی کے مال سے قربانی کی گئی تو اس قربانی کا تمام گوشت وغیرہ خیرات کردینا واجب ہے۔ (واضح رہے کہ وصیت میت کے ترکہ کے ۳را کے اندر اندر نافذ ہوسکتی ہے)۔

غائب کی طرف سے قربانی

کوئی شخص یہاں موجود نہیں ہے اور دوسرے شخص نے اس کی طرف سے بغیر اس کے کہنے یا خط لکھنے کے قربانی کردی، تو یہ قربانی صحیح نہیں ہوئی اور اگر کسی جانور میں کسی غائب کا حصہ بغیر اس کے امر کے تجویز کرلیا تو اور حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہ ہوگی، البتہ اگر غائب

آدمی کو خط لکھ کر یا فون پر وکیل کو بنا دے تو اس کی طرف سے قربانی کر سکتے ہیں جن کے لڑکے ایشیا کے کسی دور کے شہر میں ہیں یا یورپ و امریکہ میں ملازم ہیں اگر وہ لکھ دیں یا فون کر دیں کہ ہماری طرف سے قربانی کر دی جائے تو ان کی طرف سے قربانی کرنے سے ادا ہو جائے گی۔

قربانی کے بدلہ میں قیمت خیرات کرنا

اگر قربانی کے دن گزر گئے، ناواقفیت یا غفلت یا کسی عذر سے قربانی نہ کر سکا تو قربانی کی قیمت فقراء مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے لیکن قربانی کے تین دنوں میں جانور کی قیمت صدقہ کر دینے سے یہ واجب ادا نہ ہوگا ہمیشہ گناہ گار رہے گا کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے جیسے نماز پڑھنے سے روزہ اور روزہ رکھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی، زکوٰۃ ادا کرنے سے حج ادا نہیں ہوتا، ایسے ہی صدقہ خیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور تعامل اور پھر اتفاق صحابہؓ اس پر شاہد ہیں اور قربانی کا جانور خود ذبح کرنا افضل ہے اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے۔ مگر ذبح کے وقت وہاں خود بھی حاضر رہنا افضل ہے۔

مسئلہ: قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے زبان سے کہنا ضروری نہیں، البتہ ذبح کرنے کے وقت بِسۡمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکۡبَرُ کہنا ضروری ہے سنت ہے کہ جب جانور ذبح کرنے کیلئے روبقبلہ لٹائیں تو یہ دعا پڑھیں:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ اِنَّ صَلَاتِیْ نُسُکِیْ
وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھیں اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ

آداب قربانی

قربانی کے جانور کو چند روز پہلے سے پالنا افضل ہے۔

مسئلہ: قربانی کے جانور کا دودھ نکالنا یا اس کے بال کاٹنا جائز نہیں، اگر کسی نے ایسا کرلیا تو دودھ اور بال یا ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ (بدائع)

مسئلہ: قربانی سے پہلے چھری کو خوب تیز کرلیں اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کریں اور ذبح کے بعد کھال اتارنے اور گوشت کے ٹکڑے کرنے میں جلدی نہ کریں جب تک پوری طرح جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے۔ (بدائع)

قربانی کے گوشت کے احکام

مسئلہ: قربانی کرنے والے کو اپنی قربانی کے گوشت کے متعلق اختیار ہے چاہے سارا گوشت اپنے گھر رکھ لے یا سارا گوشت خیرات کردے یا سارا دوستوں اور عزیزوں میں تقسیم کردے۔ افضل یہ ہے کہ

سارے گوشت کے تین حصے کرلے۔ایک حصہ خودرکھ لےاورایک تہائی حصہ اپنے رشتہ داروں کو ہدیۃً پہنچادے اورایک تہائی حصہ فقیروں اور محتاجوں کو دیدے، خیرات کرنے میں ایک تہائی سے کم نہ کریں تو بہت اچھا ہے۔(درمختار)

مسئلہ: اگرایک گائے یا بیل یا بھینس یا اونٹ میں سات آدمی مل کرشریک ہوئے اورقربانی کی تو اب اس کا گوشت باہم اندازہ سے تقسیم نہ کریں، بلکہ خوب ٹھیک ٹھیک وزن کر کے بانٹیں اگرکسی کے حصے میں گوشت کم ہوگیا تو سود ہو جائے گا اور سود لینے والا اور دینے والا چاہے رضامندی سے یہ لین دین کریں سخت گناہگار ہوتے ہیں اور جس کے حصہ میں گوشت زیادہ چلا گیا اسکو بھی اس کا کھانا جائز نہیں۔ بہرحال سارے شرکاء اگرچہ خوش دلی سے ہرایک شریک کواجازت دے دیں کہ جوشریک جتنا چاہے گوشت لیجائے تب بھی کسی شریک کواس طرح لینا جائز نہیں...... البتہ اگرگوشت کی تقسیم میں سری، پائے، کلے اورکھال کو بھی شامل کرلیا جائے اور مثلاً اس طرح تقسیم کیا جائے کہ چارحصوں میں ایک ایک پایا رکھ دیا جائے اور باقی تین حصوں میں سے ایک میں کھال ایک میں سری مع مغزاور ایک میں زبان اور کلے رکھ دیئے جائیں تو پھر وزن کر کے گوشت تقسیم کرنا ضروری نہیں اندازہ سے گوشت کے سات حصے کر کے مذکورہ چیزوں میں رکھ دیئے جائیں تو، بغیر تولے بھی محض اندازہ سے گوشت تقسیم کرلینا جائز ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ: اگر ایک جانور میں کئی شریک ہیں اور وہ سب گوشت آپس میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ اجتماعی طور پر ہی فقراء اور احباب میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں یا پکا کر کھلانا چاہتے ہیں تو بھی تقسیم ضروری نہیں ہے ہاں شرکاء آپس میں تقسیم کریں گے تو اس میں وزن کے لحاظ سے برابری ضروری ہے یا وہ صورت اختیار کی جائے جو اوپر کے مسئلہ میں ذکر ہوئی۔ (شامی بتصرف)

مسئلہ: قربانی کا گوشت فروخت کرنا حرام ہے۔ اسی طرح قصائی کو ذبح کرنے کی اُجرت میں گوشت دینا بھی جائز نہیں۔ اُجرت علیحدہ سے دینی چاہئے۔ (احکام عید الاضحیٰ وقربانی)

مسئلہ: اگر کسی نے غلطی سے یا جان بوجھ کر قربانی کا گوشت فروخت کر دیا تو اتنے گوشت کی قیمت صدقہ کریں اور پھر صدقِ دل سے توبہ کریں اور آئندہ احتیاط کریں۔ (عالمگیری بتصرف)

مسئلہ: قربانی کا گوشت غیر مسلم جیسے عیسائی، یہودی، مجوسی اور ہندو وغیرہ کو دینا جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: قربانی کے جانور کی چربی، چھیچھڑے قصائی کو مزدوری میں دینا جائز نہیں، مزدوری اپنے پاس سے الگ دیں۔ ہاں بلا معاوضہ دینا درست ہے۔ (درمختار)

قربانی کی کھال کے احکام

قربانی کی کھال فروخت نہ کی جائے تو شریعت نے قربانی کرنے والے کو اس میں کئی طرح کا اختیار دیا ہے لیکن فروخت کرنے سے اکثر صورتوں میں قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اور بعض صورتوں میں واجب نہیں ہوتا۔ یہاں ان سب مسائل کی ضروری تفصیل بیان کی جاتی ہے۔ (یہ آنے والے تمام مسائل حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ کے مرتب کردہ ''مسائل چرم قربانی'' سے ماخوذ ہیں)

مسئلہ: قربانی کی کھال اپنے اور اہل وعیال کے استعمال میں لانا جائز ہے۔ مثلاً جائے نماز، کتابوں کی جلد، مشکیزہ، ڈول، دسترخوان، جراب، جوتہ وغیرہ کوئی بھی چیز بنا کر استعمال کی جاسکتی ہے بلا کراہت جائز ہے۔ (ہدایہ و درمختار) لیکن ان چیزوں کو کرایہ پر دینا جائز نہیں، اگر دے دیں تو جو کرایہ ملے اس کا صدقہ واجب ہے۔ (شامی و عالمگیری)

مسئلہ: یہ بھی جائز ہے کہ کھال یا اس سے بنائی ہوئی چیز کسی کو ہبہ میں (بلا معاوضہ) دیدی جائے۔ جس کو دی جائے خواہ وہ سید اور مال دار ہو یا اپنے ماں باپ، اور اہل وعیال ہوں اجنبی ہو یا رشتہ دار، کافر ہو

یا مسلمان بلا معاوضہ ہر ایک کو دینا جائز ہے۔ (ہدایہ عالمگیری، امداد الفتاویٰ)

مسئلہ: فقراء و مساکین کو خیرات میں بھی دی جا سکتی ہے مگر یہ مستحب ہے واجب نہیں۔ (بحر و عالمگیری)

مسئلہ: قربانی کی کھال، گوشت، چربی، اون، آنتیں وغیرہ یعنی قربانی کے جانور کا کوئی جزء کسی خدمت کے معاوضہ میں دینا جائز نہیں۔ اگر دے دیا تو اس کی قیمت کا صدقہ واجب ہے۔ (ہدایہ، عالمگیری، امداد الفتاویٰ)

مسئلہ: قربانی کے جانور کی جھول، رسی اور ہار جو گلے میں پڑا ہو وہ بھی کسی کی خدمت کے معاوضے میں دینا جائز نہیں ان چیزوں کو خیرات کر دینا مستحب ہے۔ (شامی، عالمگیری، ہدایہ عزیز الفتاویٰ)

قربانی کی کوئی چیز قصائی وغیرہ کو بھی اس کی مزدوری میں دینا جائز نہیں، اس کی مزدوری الگ دینی چاہیے۔ (ہدایہ، درمختار)

امام و مؤذن کو بھی حق الخدمت کے طور پر دینا جائز نہیں۔ حق الخدمت اور معاوضے کے بغیر ہر ایک کو دے سکتے ہیں۔

کھال کی قیمت کے احکام

قربانی کی کھال یا اس سے بنائی ہوئی چیز کو فروخت کرنے میں یہ

تفصیل ہے کہ اگر وہ روپے کے بدلے فروخت کی تو اس رقم کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ اسی طرح اگر ایسی کسی اور چیز کے بدلے میں فروخت کی جو باقی رہتے ہوئے استعمال میں نہیں آتی، یعنی اسے خرچ کیئے بغیر اُس سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ مثلاً کھانے پینے کی چیزیں اور تیل، پٹرول، رنگ وروغن وغیرہ تو ان اشیاء کا بھی صدقہ واجب ہے یہ فقراء مساکین کا حق ہے کسی اور مصرف میں لانا جائز نہیں۔ (ہدایہ، بدائع و امدادالفتاویٰ)

ان اشیاء کے بدلے قربانی کی کھال اس نیت سے فروخت کرنا کہ اپنے خرچ میں لے آئیں گے مکروہ بھی ہے ہاں صدقہ کرنے کی نیت سے فروخت کرنے میں مضائقہ نہیں، لیکن کسی بھی نیت سے فروخت کی ہو بیع نافذ ہوجائے گی اور ان اشیاء کا صدقہ بہرحال واجب ہوگا۔ (بحر، درمختار، عالمگیری)

اور اگر قربانی کی کھال یا اس سے بنائی ہوئی چیز کسی ایسی چیز کے بدلے میں فروخت کی جو باقی رہتے ہوئے استعمال میں آتی ہے یعنی اسے خرچ کیئے بغیر اس سے فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے مثلاً کپڑے برتن، میز، کرسی، کتاب، قلم وغیرہ تو ان اشیاء کا صدقہ واجب نہیں، بلکہ ان کا وہی حکم ہے جو پیچھے کھال کا بیان ہوا۔ کہ خود اپنے کام میں لانا دوسرے کو ہبہ میں (بلا معاوضہ) دے دینا اور خیرات کرنا سب جائز ہے۔ (ہدایہ،

بدائع، درمختار، امداد الفتاوئ)

پھر اگر ان اشیاء کو روپے یا کھانے پینے اور خرچ ہونے والی اشیاء کے بدلے فروخت کر دیا تو حاصل ہونے والی قیمت کا صدقہ واجب ہوگا۔ (امداد الفتاوئ جلد۳ ص ۵۷۳)

قربانی کی کھال وغیرہ کی قیمت کا مصرف

مسئلہ: اوپر اور آگے جن جن مسائل میں صدقہ کا واجب ہونا بیان کیا گیا ہے وہ صدقہ صرف ان ہی فقراء مساکین کو دیا جا سکتا ہے جنہیں زکوٰۃ دینا درست ہے جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں انہیں یہ صدقہ بھی نہیں دیا جا سکتا۔ تفصیل آگے مسائل میں آ رہی ہے۔ (امداد الفتاوئ ص ۵۶۶،۳۳۶۔ جلد۳)

مسئلہ: جس کی ملکیت میں اتنا مال ہو کہ جس سے زکوٰۃ یا قربانی واجب ہو جاتی ہے وہ شرعاً مالدار ہے اسے یہ صدقہ دینا جائز نہیں اور جس کے پاس اس سے کم مال ہو وہ شرعاً غریب اور مستحق زکوٰۃ ہے اسے یہ صدقہ بھی دیا جا سکتا ہے۔ (درمختار ۹۹، جلد۲ و بحر ص ۲۶۳ جلد۲)

نابالغ بچوں کا باپ اگر مالدار ہو تو ان کو بھی نہیں دے سکتے لیکن اگر اولاد بالغ ہو اور مالدار نہ ہو تو اُن کو دیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح مالدار کی بیوی اگر مالدار نہ ہو تو اسے بھی دے سکتے ہیں۔ (ہدایہ)

اگر نابالغ بچوں کی ماں تو مالدار ہے باپ مالدار نہیں تو ان بچوں کو بھی دیا جا سکتا ہے۔ (در مختار)

مسئلہ: سید اور بنو ہاشم کو (یعنی جو لوگ حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ، حضرت جعفر، حضرت عقیلؓ...... یا حارث بن عبدالمطلب کی اولاد میں ہوں ان کو) یہ صدقہ دینا جائز نہیں۔ (شامی، بحر، ہدایہ، امداد الفتاوٰی)

مسئلہ: اپنے ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، پردادا وغیرہ کو کہ جن کی اولاد میں یہ خود ہے یہ صدقہ دینا درست نہیں۔ (ہدایہ جلد ۱)

اسی طرح اولاد، پوتے، پوتی، نواسے نواسی وغیرہ کو جو اس کی اولاد میں داخل ہیں ان کو دینے سے بھی یہ صدقہ ادا نہ ہوگا۔ شوہر اور بیوی بھی ایک دوسرے کو نہیں دے سکتے۔ (ہدایہ جلد ۱)

باقی سب رشتہ داروں کو دینا جائز ہے بشرطیکہ وہ مستحق زکوٰۃ ہوں۔ بلکہ ان کو دینے میں دوگنا ثواب ہے۔ ایک خیرات کا اور دوسرا اپنے عزیزوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا۔ (شامی جلد ۲)

مسئلہ: فتویٰ اس پر ہے کہ یہ صدقہ کافر کو نہ دیا جائے۔ (شامی ص ۹۲، در مختار ص ۱۰۸، جلد ۲، امداد المفتیین ص ۴۶۴)

مسئلہ: کسی کو مزدوری، یا حق الخدمت کے طور پر یہ صدقہ بھی نہیں

دیا جا سکتا۔

مسئلہ: زکوٰۃ اور دوسرے صدقات واجبہ کی طرح اس صدقہ کی ادائیگی کے لئے بھی یہ شرط ہے کہ یہ کسی فقیر مسکین کو مالکانہ طور پر دے دیا جائے، جس میں اس کو ہر طرح کا اختیار ہو، اس کے مالکانہ قبضے کے بغیر یہ صدقہ بھی ادا نہ ہوگا۔ (درمختار ص ۱۸، جلد ۲ وامداد الفتاویٰ)

چنانچہ اسے مسجد، مدرسہ، شفاہ خانہ، کنویں، پل یا کسی اور رفاہی ادارے کی تعمیر میں خرچ کرنا جائز نہیں، اسی طرح کسی لاوارث کے کفن یا میت کی طرف سے قرض ادا کرنے میں بھی اسے خرچ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہاں کسی فقیر کو مالک بنانا اور اس کے قبضے میں دینا نہیں پایا گیا۔

(کنز، ہدایہ، بحر)

کسی ایسے مدرسے یا انجمن وغیرہ میں دینا بھی کہ جہاں وہ غریبوں کو مالکانہ طور پر نہ دیا جاتا ہو، بلکہ ملازمیں کی تنخواہوں یا تعمیر اور فرنیچر وغیرہ اور انتظامی مصارف میں خرچ کردیا جاتا ہو جائز نہیں۔ البتہ اگر کسی ادارے میں غریب طلبہ یا دوسرے مسکینوں کو کھانا وغیرہ مفت دیا جاتا ہو وہاں یہ صدقہ دینا جائز ہے، لیکن یہ اس وقت ادا ہوگا جب وہ رقم بعینہ، یا اس سے خریدی ہوئی اشیاء مثلاً کھانا، کتابیں، کپڑے، دوا وغیرہ ان غریبوں کو مالکانہ طور پر مفت دے دی جائیں۔ (امداد الفتاویٰ)

چرمِ قربانی کی قیمت مسجد اور مدرسہ میں خرچ کرنے کی ترکیب

البتہ اگر کھال کسی غریب یا مالدار کو یا کھال کی رقم کسی غریب کو مالکانہ طور پر قبضہ میں دے دی اور صراحت کردی کہ تم اس رقم کے پوری طرح مالک ہو، ہمیں اس میں کوئی اختیار نہیں۔ پھر وہ اپنی خوشی سے اس کی رقم مسجد، مدرسہ یا کسی بھی رفاہی ادارے کی تعمیر یا اس کے ملازمین کی تنخواہوں وغیرہ میں اپنی طرف سے لگا دے تو یہ جائز ہے مگر یاد رہے کہ ''حیلہ تملیک'' کے نام سے جو کھیل عام طور سے کھیلا جاتا ہے اس سے زکوٰۃ کی طرح یہ صدقہ بھی ادا نہیں ہوتا کیونکہ عموماً جس کو دیا جاتا ہے وہ یہ یقین رکھتا ہے کہ مجھے اس مال کا کوئی اختیار نہیں اگر اپنے پاس رکھ لوں گا تو لوگ ملامت کریں گے، اس خوف اور شرم سے بے چارہ یہ رقم چندہ میں دے دیتا ہے۔ یہ محض زبانی جمع خرچ ہے، اس طرح نہ وہ مالک ہوتا ہے، نہ دینے والے کا صدقہ ادا ہوتا ہے اس حیلے سے یہ رقم مسجد یا مدرسہ وغیرہ کی تعمیر و انتظامی ضروریات میں خرچ کرنا جائز نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ص ۵۲۴ جلد ۳)

متفرق مسائل

مسئلہ: بعض لوگ جانور کی کھال اس طرح اتارتے ہیں کہ اُس میں چھری لگ کر سوراخ ہو جاتے ہیں یا کھال پر گوشت لگا رہ جاتا ہے جس سے کھال کو نقصان پہنچتا ہے بعض لوگ کھال اتارنے کے بعد اس کی حفاظت نہیں کرتے، سڑ کر بے کار یا بہت کم قیمت کی رہ جاتی ہے۔ یہ سب امور اسراف اور تبذیر (فضول خرچی) میں داخل ہیں، جس کی ممانعت قرآن کریم میں آئی ہے۔ اس لئے کھال احتیاط سے اتار کر ضائع ہونے سے بچانا شرعاً ضروری ہے۔

مسئلہ: جس نے قربانی کی کھال خریدی، وہ اس کا مالک ہو گیا اس میں ہر قسم کا تصرف کر سکتا ہے، خواہ اپنے پاس رکھے یا فروخت کر کے قیمت اپنے خرچ میں لائے۔ (امداد الفتاویٰ)

مسئلہ: قربانی کی گائے میں جو لوگ شریک ہوں، وہ کھال میں بھی اپنے اپنے حصے کے برابر شریک ہوں گے کسی ایک شریک کو یہ کھال باقی شرکا سے اجازت کے بغیر اپنے پاس رکھ لینا یا کسی کو دے دینا جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر ایک شریک باقی شرکاء سے اُن کے حصے جو کھال میں

ہیں خرید لے تو اب پوری کھال اپنے استعمال میں لا سکتا ہے۔ پھر اگر یہ شخص اس کھال کو روپے یا کھانے پینے کی اشیاء کے بدلے فروخت کرے گا تو قیمت کا ساتواں حصہ جو اس کا اپنا تھا اسکا صدقہ واجب ہوگا اور باقی چھ حصے جو شرکاء سے خریدے تھے ان کی قیمت کا صدقہ اس پر واجب نہیں اُسے اپنے خرچ میں لانا درست ہے۔ (امداد الفتاویٰ جلد۳ ص ۵۷۵)

مسئلہ: مذکورہ بالا سب مسائل میں جو احکام کھال کے ہیں وہی جانور ذبح کرنے کے بعد اس کی اون اور بالوں کے ہیں اور اگر اون اور بال فروخت کر دیئے تو جو تفصیل کھال کی قیمت کے متعلق بیان کی گئی ہے، وہی ان کی قیمت میں بھی ہوگی۔ مگر یاد رہے کہ قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے اس کی اون اور بال کاٹنا جائز نہیں، اگر کاٹ لئے تو ان کا یا ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں۔ (ہدایہ، عالمگیری، بحر، شامی) واللہ اعلم